عزم وہمّت کے پیکر

خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ

محمد میاں صدّیقی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ میں متعدد ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں جن میں ابوبکر اور صدیق کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کے دو نام اور ہیں عتیق اور عبداللہ، دورِ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا جو زمانۂ اسلام میں عبداللہ سے بدل گیا۔

آپ کی ولادت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے دو سال چند ماہ بعد ہوئی، اور وفات بھی دو سال تین ماہ اور چند روز بعد ہوئی، عمر بھی تریسٹھ سال پائی۔

"خلیفۂ رسول" کا مبارک خطاب تمام خلفاءِ راشدین میں سوائے آپ کے اور کسی کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ باقی خلفاء "امیرالمومنین" کہلائے۔

اسلام سے پہلے

اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہونے سے پہلے بھی آپ اشرافِ قریش میں سے تھے، بڑی عزت و وجاہت کے مالک تھے۔ قتل و خون کے جو واقعات عربوں کی زندگی کا معمول تھے۔ ان میں آپ ثالث مقرر کیے جاتے، تنازعات کے فیصلوں میں آپ کی غیر جانبداری، منصفانہ طرزِ عمل اور صداقت شعاری مُسلّم تھی۔

آپ کا تعلق قبیلۂ بنی تیم سے تھا اور بنو تیم اپنی تمدنی اور معاشرتی زندگی میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ یہ قبیلہ مدتوں پہلے سے تہذیب و تمدن کے انوار و برکات سے بہرہ یاب ہوتا رہا تھا۔ بہرحال قبیلۂ بنو تیم اپنی تمدنی اور معاشرتی زندگی میں جیسا بھی رہا ہو۔ صدیقِ اکبر کا اپنا گھرانہ اور خاندان معاشرتی خوبیوں اور

محاسن کی وجہ سے عرب کے گھرانوں میں ممتاز اور منفرد مقام رکھتا تھا۔

آپ اسلام اور جاہلیت دونوں اَدْوَار میں باوقار اور وضعدار رہے۔ وضعداری کو چھوڑنا اپنی عزت وحمیت کے منافی سمجھتے اور شک وشبہ سے ہمیشہ پرہیز کرتے۔ دورِ جاہلیت میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی اور نہ شراب کو ہاتھ لگایا۔

اہلِ عرب کے اَنْسَابْ کا علم سب سے زیادہ آپ کو تھا۔ فن شعر گوئی میں بھی آپ اچھی مہارت رکھتے تھے۔ نہایت فصیح وبلیغ شعر کہتے اور ایسے ہی آپ کی نثر فصاحت وبلاغت کا پیکر ہوتی مگر اسلام لانے کے بعد کبھی شعر نہیں کہا۔

اسلام کے بعد:

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوتے ہی سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ سے کوئی معجزہ اور دلیل نہیں مانگی۔ بعض روایات میں یہ تفصیل ہے کہ:۔

"عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔"

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو سامانِ تجارت کے علاوہ چالیس ہزار نقد درہم آپ کے پاس تھے۔ وہ سب آپ نے رسولِ خدا کی خدمت اور اسلام کی اشاعت میں صرف کر دیے۔ بہت سے غلام ایمان لے آئے تھے اور ایمان لانے کی وجہ سے ان کے مشرک مالک انھیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔ آپ نے انہیں خرید کر آزاد کیا۔

حضور علیہ السلام کی عادتِ مبارکہ تھی کہ وقتاً فوقتاً صحابہ سے ان کے نیک اعمال کے بارے میں دریافت فرماتے۔ آپ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہوتا کہ اپنے اصحاب کو نیکی کے کاموں کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت دلائیں۔ ایک روز حضور علیہ السلام نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے پوچھا "آج تم میں سے روزہ دار کون ہے؟" حضرت عمر نے کہا، یارسول اللہ! رات سے روزہ کی نیت نہ تھی۔ اس لیے آج روزہ سے نہیں ہوں، حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ میں نے رات ہی سے روزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا، اس لیے آج روزہ سے ہوں۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا، آج تم میں سے کسی شخص نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت عمرؓ بولے ۔ یارسول اللہ! ابھی تو ہم نے نماز پڑھی ہے، اپنی جگہ سے کھسکے بھی نہیں، مریض کی عیادت کیسے کرتے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے لوگوں نے بتایا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد کی شکایت ہے چنانچہ میں صبح سویرے ان کے گھر گیا، ان کی عیادت کی اور وہاں سے سیدھا مسجد چلا آیا۔

آنحضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا، تم میں سے کسی نے آج کوئی صدقہ دیا؟ سب نے عرض کیا، یارسول اللہ! جب سے نماز پڑھی ہے آپ ہی کے ساتھ ہیں، صدقہ کیسے کرتے! صدیق اکبر بولے، یارسول اللہ! میں جس وقت مسجد میں داخل ہو رہا تھا ایک ضرورت مند سوال کر رہا تھا میرے پوتے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، میں نے وہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور سائل کو دے دیا۔

آنحضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ "تمہیں جنت کی بشارت، تمہیں جنت کی بشارت"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب بھی ہم نے کسی بھلائی کے کام میں سبقت لے جانے کی کوشش کی تو ابوبکر سب کو پیچھے چھوڑ گئے"۔

اسلام میں سب سے پہلی مسجد:

اسلام لانے کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی جو اسلام میں سب سے پہلی مسجد تھی۔ اس میں بیٹھ کر آپ روزانہ صبح تلاوتِ قرآن کرتے۔ سننے والوں کا ہجوم ہو جاتا۔ کافروں نے مزاحمت کی اور آپ کو بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ مگر آپ نے سب کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور بدستور تلاوتِ قرآن اور تبلیغ اسلام میں مشغول رہے۔

کفارِ مکہ کے تیرہ سالہ ظلم و استبداد سہنے کے بعد جب حضور علیہ السلام کو وحیِ الٰہی کے ذریعہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جانے کا حکم ہوا تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کی پوری جماعت میں اپنی معیت کے لیے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کیا۔ اس سفر میں جیسی کچھ مالی اور جسمانی خدمتیں صدیقِ اکبر نے کیں اور جس عزم و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ عشق و محبت کی داستانوں میں کوئی واقعہ اس سے مافوق نہیں ہو سکتا۔ یارِ غار کی مثل دنیا میں اسی وقت

سے چلی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفرِ ہجرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی نے کیا مرتبہ بخشا تھا۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھری مجلسوں میں فرمایا کرتے تھے:

"ابوبکر صدیق صرف شب غار کی اپنی خدمت اور قتالِ مرتدین کا کارنامہ مجھے دے دیں اور میری ساری عمر کے اعمال لے لیں تو میں سمجھوں گا کہ میں فائدے میں رہا۔"

رسولِ خدا سے والہانہ عشق:

صدیق اکبر کی زندگی کا ہر ہر واقعہ اس بات کا گواہ ہے کہ انھیں رسولِ خدا سے کتنا عشق تھا۔ رسولِ خدا کے عشق میں سب سے پہلے مال و متاع لٹانے والے ابوبکر تھے۔ رسولِ خدا کی حمایت میں سب سے پہلے مار کھانے والے ابوبکر تھے۔ رسولِ خدا کی معیت کا شرف حاصل کرنے کی خاطر سب سے پہلے گھر بار چھوڑنے والے ابوبکر تھے۔ تذکرہ نگاروں نے رسولِ خدا سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والہانہ محبت اور عشق کے بے شمار واقعات نقل کیے ہیں مگر آپ جہاں جہاں بھی دیکھیں اور غور کریں، یہ بات ضرور نظر آئے گی کہ عشق کی ان منزلوں میں پہنچنے کے بعد بھی جہاں آدمی "حدودِ نیاز" سے گزر کر "مقامِ ناز" میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابوبکر نے کبھی حدودِ نیاز سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ جس کے ثبوت کے لیے صرف یہ ایک واقعہ اور آپ کا طرزِ عمل کافی ہے کہ باوجودیکہ حضرتِ عائشہ صدیقہؓ آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں مگر کیوں کہ "زوجہ رسول" تھیں۔ اس لیے اس شرف کے حصول کے بعد عام طور پر انھیں "عائشہ" کہہ کر نہیں پکارتے تھے۔ ام المومنین کہہ کر پکارتے تھے۔ سننے اور پڑھنے والوں کے لیے شاید یہ بات کسی خاص اہمیت کی حامل نہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ ابوبکر کے اس بظاہر معمولی طرزِ عمل میں رسولِ خدا سے بے پناہ عشق و محبت اور اظہارِ عظمت و جلال کی ایسی داستان وابستہ ہے جو شاید ہی دنیا کے کسی واقعہ سے وابستہ ہو۔

صدیق اکبر سے رسولِ خدا علیہ السلام کی محبت:

شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال ابھرا ہو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ذات نبی کریم علیہ السلام کی نظر میں اس قدر محبوب اور محترم کیوں تھی؟ اور آپ کو نبی خدا کا وہ قرب کیوں حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کا حصہ نہ بن سکا؟ اس بات کا جواب ایک موقعہ پر نہیں بار بار خود جناب رسالت مآب نے دیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن العاص نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا، آپ کی نگاہ میں سب سے محبوب شخصیت کس کی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔ "ابو بکر"۔

ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی وفات سے پانچ روز قبل ایک طویل خطبہ دیا۔ اس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"تحقیق سب سے زیادہ اپنی رفاقت اور مال و دولت سے مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں، اگر میرے لیے یہ ممکن ہوتا کہ میں اس امت میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنا سکتا یعنی اسے وہ محبت دے سکتا جو محبت کی سب سے آخری منزل ہے اور جو صرف باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے تو میں یقیناً اس کے لیے ابو بکر صدیق کا انتخاب کرتا۔ تاہم جب تک ہم دونوں اس دنیا میں ہیں ہماری رفاقت اور برادری باقی رہے گی۔"

نرم خو، سخت گیر:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز عمل میں دو متضاد صفتیں نظر آتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائے اسلام سے اپنی نرمیِ طبع اور رقتِ قلب کے لیے مشہور تھے۔ شاید آپ کی یہی رقتِ قلبی اور نرم خوئی تھی جس نے آپ کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ اسیرانِ بدر کے بارہ میں حضور علیہ السلام سے سفارش کریں کہ انھیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور قتل نہ کیا جائے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ انھیں قتل کر دیا جائے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے مانی اور اسیرانِ بدر کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس رائے اور عمل کو اللہ جل شانہٗ نے ناپسند فرمایا اور سورۂ انفال کی تین آیتیں نازل ہوئیں، ان آیتوں کے نزول نے حضور انور اور حضرت صدیق اکبر کے دلوں پر گہرا اثر ڈالا لیکن اس شدید تاثر کے بعد بھی ابو بکر صدیق کی روش میں وہی نرمی اور مروت کے عناصر شامل رہے مگر جس وقت خلافت کی ذمہ داریاں آپ کو سونپی گئیں اور آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانا اور اسلام کے

قلعے میں دراڑیں ڈالنا چاہتے ہیں تو آپ پوری شدت سخت گیری اور عزم کے ساتھ ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھے۔ تمام صحابہ اس نازک موقعہ پر کوئی انتہائی قدم اٹھانے کے خلاف تھے، حتیٰ کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو تمام مہموں اور مشکلات میں پیش پیش رہتے تھے انہوں نے بھی صدیق اکبر کو تحمل اور اعتدال کا مشورہ دیا لیکن فاروق اعظم کا مشورہ سن کر صدیق کامل نے کہا۔

"اے عمر! تو جاہلیت میں تو بڑا بہادر اور تندخو تھا، اسلام میں آکر ایسا نرم ہو گیا"

نرم خو، بردبار اور حلیم الطبع ابوبکر میں اس تشدد اور سخت گیری کی کیا وجہ تھی؟ انہوں نے اس موقعہ پر یا اس کے علاوہ جب بھی سختی اور تندخوئی کا مظاہرہ کیا۔ اس کی تہ میں آپ کو صرف ایک ہی جذبہ کار فرما نظر آئے گا اور وہ یہ کہ ابوبکرؓ نے ہر اس معاملہ میں سختی دکھائی جہاں اللہ اور اس کے رسول کا معاملہ آ گیا۔ ابوبکر اپنوں کی خاطر اور حق کے لیے انتہائی نرم خو، نرم دل اور حلیم تھے مگر باطل کے مقابلہ میں اتنے ہی سخت اور تندخو، اپنوں کے لیے دست و بازو اور غیروں کے لیے شمشیر براں۔

آفتابِ رسالت کا غروب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک اور کڑی آزمائش سے اس وقت بھی گزرنا پڑا، جب آفتابِ رسالت کا غروب ہوا۔ جب صحابہ نے حضور علیہ السلام کے وصال کی قیامت خیز خبر سنی تو ان کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ہی کی شخصیت تھی جو بے خطر اس آگ میں کود پڑی اور بلاجھجک وہ اس آزمائش سے گزر گئے اور مسجدِ نبوی میں جا کر تمام صحابہ کی موجودگی میں ایسا خطبہ دیا کہ لوگوں کی حیرت کا عالم دور ہو گیا اور حقیقت کے چہرہ سے نقاب اٹھ گیا۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آں حضرت علیہ السلام اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

دورِ خلافت:

چاروں خلفائے راشدین میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت سب سے مختصر ہے یعنی دو سال، تین مہینے اور گیارہ دن۔ لیکن اس محدود اور مختصر مدت میں آپ نے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ یقیناً تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔

وفات :

شروع ماہ جمادی الثانی ۱۳ھ میں آپ بخار میں مبتلا ہوئے۔ پندرہ روز تکلیف شدید رہی، جب آپ کو یقین ہو گیا کہ آخری وقت آن پہنچا تو عبدالرحمٰن بن عوف کو بلا کر خلافت کے بارہ میں مشورہ کیا۔

جب وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ ام المومنین نے فرمایا۔ تین کپڑوں میں، وصیت کی کہ میرے کفن میں تین ہی کپڑے ہوں دو یہ چادریں جو میرے بدن پر ہیں اور ایک نیا کپڑا۔ پھر پوچھا آں حضورؐ اس دنیا سے کس روز تشریف لے گئے تھے؟ ام المومنین نے فرمایا، دوشنبہ کے روز، یہ سن کر کہا، مجھے امید ہے کہ میں بھی آج ہی کے دن اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے

۲۲ جمادی الثانی بروز دوشنبہ مغرب اور عشاء کے درمیان وفات پائی اور اسی شب حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرۂ مبارکہ میں سرورِ کونین کے برابر دفن کیے گئے۔ عمر ۶۳ سال پائی، ایامِ خلافت ۲ سال ۳ ماہ ۱۱ دن۔ رضی اللہ عنہ

ایجنٹوں کی ضرورت

ماہنامہ "الرّحیم" کے لیے پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں ایسے محنتی اور دیانت دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو "الرّحیم" کی فروختگی کا بہتر انتظام کر سکیں۔ معقول کمیشن دیا جائے گا۔ مندرجہ ذیل پتہ سے رابطہ قائم کریں

مینجر ماہنامہ الرّحیم ۔ شعبہ تعلیم و مطبوعاتِ اوقاف۔

شاہ چراغ چیمبرز ——— شاہراہ قائدِ اعظم ——— **لاہور**